قیادت کو برسراقتدار لانا ہے جو متبادل نظام قائم کر سکے۔

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر قیادت میں حقیقی انقلاب نہیں آتا تو پاکستان اس دلدل سے نہیں نکل سکتا جس میں وہ پھنس چکا ہے۔ مفاد پرستوں کا ایک ہی ٹولہ ہے جو چولے بدل بدل کر برسراقتدار رہا ہے اور اگر انتخابات کے نظام میں بنیادی تبدیلیاں نہیں ہوتیں تو اس ٹولے کا کوئی گروہ پھر اوپر آ سکتا ہے۔ اس لیے جن چیزوں کا اہتمام ضروری ہے ان میں نظام انتخاب کی تبدیلی، اور ان تمام عناصر کا بے لاگ اور شفاف احتساب ہے جو برسراقتدار رہے ہیں اور حالات کو بگاڑنے کے ذمہ دار ہیں۔

نئی قیادت کو عوام میں سے ہونا چاہیے اور عوام کے سامنے جواب دہ ہونا چاہیے۔ حکمران طبقات کے درمیان جو میوزیکل چیرز (musical chairs) کا کھیل کھیلا جاتا رہا ہے اسے اب ختم ہونا چاہیے۔ اسے ختم کیے بغیر کسی روشن مستقبل کی توقع حقیقت پر مبنی فعل نہیں ہو گا۔ بلاشبہ تبدیلی جمہوری اور قانونی ذرائع ہی سے آنی چاہیے لیکن اس کے لیے دستور اور قانون میں جن تبدیلیوں کی ضرورت ہے، ان کا اہتمام بھی عوامی تحریک کے ذریعے ہی ہونا چاہیے جیسا کہ بنگلہ دیش میں گذشتہ انتخابات سے قبل ہوا۔

سوال اٹھایا جاتا ہے کہ تیسری قوت کہاں ہے؟ ہماری نگاہ میں یہ سوال غیر فطری اور نظام ظلم کو باقی رکھنے والوں کا ایک حربہ ہے۔ اللہ نے اس ملک کی امانت پاکستان کے ساڑھے تیرہ کروڑ مسلمانوں کو سونپی ہے، کسی فاجر طبقے یا گروہ کو نہیں۔ تقسیم سے قبل انگریز اور کانگریسی یہی کہتے تھے کہ ملک میں صرف دو قوتیں ہیں۔ مسلمان کہاں ہیں؟ لیکن قائداعظمؒ نے اسے چیلنج کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمان ایک قوت بن کر تحریک پاکستان کی شکل میں اُفق پر چھا گئے۔

آج بھی جو لوگ یہ سوال کر رہے ہیں وہ یہ بھول گئے ہیں کہ اصل قوت ملک کے عوام ہیں، محض برسراقتدار طبقات نہیں۔ یہ طبقات اپنی افادیت اور اپنی ساکھ کھو چکے ہیں۔ وہ اس کھوکھلے درخت کی مانند ہیں جسے اندر کا گھن کھا گیا ہو اور جس کی ثمرآوری بانجھ ہو گئی ہو۔ ان حالات میں نئی قوت کا ابھرنا ہی فطرت کا تقاضا اور تاریخ کا فیصلہ ہے۔

جماعت اسلامی پاکستان نے تبدیلی قیادت اور نئے نظام کے لیے ملک گیر تحریک شروع کر دی ہے۔ جماعت اسلامی، تحفظ پاکستان اور اسلام کے اصولِ انصاف کے تمام بہی خواہوں کو ساتھ لے کر ایک متحدہ قوت کی حیثیت سے اس جدوجہد کو برپا کرنا اور کامیابی تک لے جانا چاہتی ہے۔ البتہ اس کے لیے صرف منفی اہداف پر اتفاق رائے کافی نہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مثبت تبدیلی اور مطلوبہ نظام کے بارے

میں بھی اتفاق اور تعاون ہو۔ اس کے لیے جن چیزوں پر اتفاق و اتحاد ضروری ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ پاکستان اور نظریہ اسلام لازم و ملزوم ہیں۔ اسلام نیکی، معروف اور انصاف کی بنیادوں پر پوری زندگی کا نقشہ تعمیر کرتا ہے۔ یہ مقصد صرف قرآن و سنت کی بالادستی کے قیام ہی کے ذریعے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس پر خلوص اور دیانت سے عمل ہماری اصل منزل ہے۔

۲۔ ان افراد کا بے لاگ، منصفانہ اور شفاف احتساب جو بگاڑ کے ذمہ دار رہے ہیں۔

۳۔ نظام انتخاب میں ایسی تبدیلیاں کہ ایک مفاد پرست لیکن صاحب وسائل طبقے سے نجات پائی جا سکے، جمہور کو ان کا حق انتخاب صحیح صحیح ادا کرنے کا موقع ملے اور دستور کی دفعہ ۶۲ کے مطابق عوام کے حقیقی نمایندے برسراقتدار آسکیں۔ یہ انتخابات ایک آزاد انتخابی کمیشن اور غیر جانب دار عبوری حکومت کے تحت منعقد ہوں۔

۴۔ پاکستان کے تمام لوگوں، تمام صوبوں اور علاقوں کے ساتھ انصاف ہونا چاہیے اور اختیارات کے مرکز میں ارتکاز کی بجائے ان کو توازن کے ساتھ مرکز، صوبوں اور مقامی انتظامی یونٹس میں تقسیم ہونا چاہیے تاکہ ہر فرد اور ہر علاقے کے لوگوں کی ضرورتیں حق و انصاف کے مطابق پوری ہو سکیں۔

۵۔ معاشی ترقی کا وہ اسلوب اختیار کیا جائے جو ملک میں خود انحصاری پیدا کرے، دولت کی تقسیم منصفانہ ہو، معاشی خوش حالی میں ملک کے تمام شہری پورے طور پر شریک ہو سکیں اور زندگی کی بنیادی سہولتیں تمام انسانوں کو عزت اور آزادی کے ساتھ حاصل ہو سکیں۔ قرضوں کی معیشت سے ایک متعین مدت کے اندر نجات حاصل کی جائے اور مالیات اور بنک کاری کے ایک ایسے نظام کا قیام عمل میں لایا جائے جو نفع و نقصان میں شرکت، امداد باہمی اور مالیاتی استحکام پر مبنی ہو۔

۶۔ تمام انسانوں کو اسلام کے دیے ہوئے بنیادی حقوق، کسی مداخلت اور رو رعایت کے بغیر، حاصل ہوں اور مظلوم اور دبے ہوئے طبقات، خصوصیت سے خواتین کو، ان کے جائز حقوق کی مکمل ضمانت ہو۔

۷۔ غیر مسلموں کے حقوق کی مکمل پاس داری کی جائے۔

۸۔ عدالت، انتظامیہ اور پولیس کو سیاسی مداخلت سے پاک کیا جائے، ایک موثر نظام احتساب قائم کیا جائے، اور تمام شہریوں کو فوری انصاف کی فراہمی کی ضمانت دی جائے۔

۹۔ ملک کی سیاسی زندگی اور انتظامیہ کو کرپشن سے مکمل طور پر پاک کیا جائے اور زندگی کے سب شعبوں میں عوام کی شرکت، اسلام کے اصول شوریٰ پر عمل، آزادیٔ صحافت کا تحفظ اور سیاسی عمل، بشمول سیاسی جماعتوں کے اندرونی نظام میں جمہوری اصولوں پر عمل درآمد، یقینی بنایا جائے۔

۱۰۔ جہاد کشمیر کی مکمل معاونت اور جموں و کشمیر کے عوام کے لیے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے

مطابق حق خود ارادیت کا حصول کے لیے ممکنہ تدابیر اختیار کی جائیں۔

۱۱۔ پاکستان کی آزادی کا تحفظ اور مساوی بنیادوں پر تمام دوسرے ممالک سے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی جائے لیکن پاکستان پر کسی دوسرے ملک یا ادارے کی سیاسی، نظریاتی، معاشی یا عسکری بالادستی کسی شکل میں بھی قبول نہیں کی جائے۔ ملک کے دفاع بشمول ایٹمی صلاحیت کو اتنا مضبوط کیا جائے کہ ملک و ملت کی آزادی اور خود مختاری کا مکمل تحفظ ہو سکے۔

۱۲۔ آزاد خارجہ پالیسی اختیار کی جائے جو انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو اور جس میں امت مسلمہ کی وحدت اور ترقی کو مرکزی حیثیت حاصل ہو۔

آج ہم سب کو پاکستان کی بقا اور استحکام کی جدوجہد کے لیے ان اصولوں پر اتفاق اور ان کے مطابق نئے نظام کے قیام کا عہد کرنا چاہیے۔ اس عہد کو پورا کرنے کے لیے قابل اعتماد قیادت کو بروے کار لانے کی اجتماعی تحریک، وقت کی اصل ضرورت ہے۔ وقت کے اس اہم ترین تقاضے کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ جہاں اس جدوجہد کا آغاز ایک فوری ضرورت ہے وہیں یہ بات بھی سامنے رہے کہ حالات کی اصلاح کے لیے کوئی مختصر راستہ (short cut) نہیں۔ یہ جدوجہد، مسلسل محنت اور قربانیوں کا تقاضا کرتی ہے۔ ہتھیلی پر سرسوں نہ عالم جمادات میں ممکن ہے اور نہ سیاسی اور اجتماعی زندگی میں۔ رائے عامہ کو تیار کرنا اور معاشرے کے تمام صحت مند اور بااثر عناصر کو ایک پلیٹ فارم پر، ایک پروگرام پر، اور ایک متفق علیہ قیادت پر جمع کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ جہاں حالات کا بگاڑ فوری اقدام کا متقاضی ہے وہیں اجتماعی اور اصلاحی تحریکات کے نشو و ارتقا کے کچھ ابدی اصول اور ضوابط ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے۔ توازن اور راہ وسط ہی مستقل اور دیرپا نتائج کے ضامن ہو سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن میں حق کی کامیابی اور معروف کی سربلندی کے لیے جہاد، صبر، استقامت اور رابطہ مسلسل کو شرط لازم قرار دیا گیا ہے۔ اخلاص فی اللہ کے ساتھ ساتھ مادی اور اخلاقی قوت کی فراہمی، جدید ٹکنالوجی کی تسخیر اور مسلسل اور صبر آزما جدوجہد ہی حالات کے دھارے کو بدلنے کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اس راستے میں جہاں سستی اور غفلت جرم ہے وہیں عجلت بھی سم قاتل ہے۔ بات محض آرزوؤں اور تمناؤں کی نہیں بلکہ پختہ ایمان، یقین کامل کے ساتھ ساتھ جہد مسلسل اور صبر و استقامت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود متنبہ کیا ہے:

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ط مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ لا وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ○ (النساء ۴: ۱۲۳-۱۲۴) انجام کار نہ تمھاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب

کی آرزوؤں پر۔ جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا اور اللہ کے مقابلے میں اپنے لیے کوئی حامی و مددگار نہ پا سکے گا۔ اور جو نیک عمل کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہونے پائے گی۔

جدوجہد اور عمل ہی سے حالات بدل سکتے ہیں اور حق کی گواہی دی جا سکتی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحجرات ۴۹: ۱۵) حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے پھر انھوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے لوگ ہیں۔

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (اٰل عمرٰن ۳: ۱۰۱) جو اللہ کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھامے گا وہ ضرور راہ راست پا لے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (اٰل عمرٰن ۳: ۲۰۰) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

جس طرح قیام پاکستان کی جدوجہد میں ملت اسلامیہ پاک و ہند نے صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا اور ایثار و قربانی سے کامیابی کی راہ کو ہموار کیا اسی طرح اب پاکستان کو باہر اور اندر کے دشمنوں سے بچانے اور اسے اس کے حقیقی مقاصد کے حصول کے لیے نئی زندگی دینے کی جدوجہد بھی صبر و استقامت، خلوص و ایثار، اخوت اور وسعت قلب اور قربانی اور حکمت کی متقاضی ہے۔ مشکلات اپنی جگہ، صبر آزما جدوجہد کے تقاضے مسلّم، قوم کو بیدار اور متحرک کرنے کی جدوجہد کی صعوبتیں برحق --- لیکن پاکستان کی حفاظت، ساڑھے تیرہ کروڑ انسانوں کے مستقبل کا تحفظ، برادران جموں و کشمیر کی آزادی کا حصول اور اس ملک کی اسلام کے حیات بخش اور مبنی برانصاف اصولوں کے مطابق تعمیر نو کے لیے، سر دھڑ کی بازی لگا دینے، اور جرأت اور حکمت سے اس جدوجہد کو اپنے منطقی نتائج پر پہنچانے کی جدوجہد کے سوا قوم کے سامنے کوئی راستہ نہیں۔

برہم ہوں بجلیاں کہ ہوائیں خلاف ہوں
کچھ بھی ہو اہتمام گلستاں کریں گے ہم

(ری پرنٹ دستیاب ہیں۔ منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور)